فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۱۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: مواقیت کیا ہیں؟

جواب: مواقیت، میقات کی جمع ہے اور میقات احرام باندھنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ ہر سمت والوں کا الگ الگ میقات ہیں، جن کا ذکر احادیث میں ہوا ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِأَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِأَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا، وَذُكِرَ لِي وَلَمْ أَسْمَعْ أَنَّهُ وَقَّتَ لِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ، اہل شام کے لیے جحفہ، اہل نجد کے لیے قرن کو میقات مقرر کیا اور میں نے سنا نہیں، بل کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا ہے۔''

(صحيح البخاري : 1527، صحيح مسلم : 1182، المنتقى لابن الجارود : 412)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور طاؤس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ، اہل شام کے لیے جحفہ، اہل نجد کے لیے قرن منازل، اہل یمن کے لیے یلملم۔ عمرو کہتے ہیں: ابن طاؤس نے الملم کہا ہے۔ کو میقات مقرر کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ

میقات وہاں کے باشندوں کے لیے بھی ہیں اور دیگر علاقوں کے ان لوگوں کے لیے بھی، جو وہاں سے گزر کر آئیں اور جو لوگ میقات کے اندر رہتے ہوں ان کا میقات ان کے گھر سے ہی شروع ہوگا، حتی کہ مکہ والے مکہ ہی سے احرام باندھیں گے۔''

(صحيح البخاري : 1529، صحيح مسلم : 1181، المنتقى لابن الجارود : 413)

سوال: آفت کسے کہتے ہیں؟

جواب: آفت ایسی مصیبت یا نقصان کو کہتے ہیں، جس میں انسان کا اپنا قصور نہ ہو، مثلاً سیلاب، طوفان، زلزلہ وغیرہ۔ اسے آفاقی مصائب بھی کہتے ہیں۔

سوال: آل سے کیا مراد ہے؟

جواب: آل سے مراد اولاد اور ان کی اولادیں ہیں۔ قرآن کریم میں یہ لفظ انبیائے کرام علیہم السلام کی اولادوں کے بارے میں بھی بولا گیا ہے اور معاندین کی اولادوں کے بارے میں بھی مستعمل ہے۔

سوال: کیا آل فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہونا جنتی ہونے کے لیے کافی ہے؟

جواب: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، آپ کے شوہر نامدار سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے دونوں لخت جگر حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے جنتی ہونے پر نص وارد ہوئی ہے۔ لیکن کسی کا محض اولاد فاطمہ سے ہونا دخول جنت کے لیے ناکافی ہے، بلکہ فیصلہ عقائد و اعمال پر ہوگا۔

❀ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بآواز بلند فرمایا:

أَلَا إِنَّ آلَ أَبِي، يَعْنِي فُلَانًا، لَيْسُوا لِي بِأَوْلِيَاءَ، إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ .

''سن لیں کہ فلاں قبیلے والے میرے دوست نہیں ہیں، میرے دوست اللہ تعالیٰ اور نیک مومن ہیں۔''

(صحيح البخاري : 5990، صحيح مسلم : 215، واللّفظ لهٗ)

اس حدیث کی شرح میں حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

مَعْنَاهُ إِنَّمَا وَلِيِّيَ مَنْ كَانَ صَالِحًا وَإِنْ بَعُدَ نَسَبُهٗ مِنِّي وَلَيْسَ وَلِيِّي مَنْ كَانَ غَيْرُ صَالِحٍ وَإِنْ كَانَ نَسَبُهٗ قَرِيبًا .

''اس کا معنی یہ ہے کہ میری دوستی اس کے ساتھ ہے، جو نیک ہے، اگر چہ وہ نسب کے لحاظ سے میرا قریبی نہ ہو۔ نیز میری دوستی ایسے شخص کے ساتھ نہیں، جو نیک نہ ہو، اگر چہ وہ نسب کے اعتبار سے میرا قریبی ہو۔''

(شرح النّووي : 88/3)

❁ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لُعِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ﴾(المائدة : ٧٨)

''بنی اسرائیل کے کافروں پر داود اور عیسیٰ ابن مریم کی زبانی لعنت کی گئی۔''

❁ اس آیت کی تفسیر میں علامہ الکیاہراسی رحمہ اللہ (٥٠٤ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ لَعْنِ الْكَافِرِينَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ أَوْلَادِ الْأَنْبِيَاءِ، وَأَنَّ شَرْفَ النَّسَبِ لَا يَمْنَعُ مِنْ إِطْلَاقِ اللَّعْنِ فِي حَقِّهِمْ .

''اس آیت میں دلیل ہے کہ کافروں پر لعنت کرنا جائز ہے، اگر چہ وہ انبیائے کرام علیہم السلام کی اولاد ہوں۔ نیز دلیل ہے کہ شرفِ نسب کسی (لعنت کے مستحق)

پر لعنت کا لفظ بولنے سے مانع نہیں ہے۔''

(أحكام القرآن : 86/3)

جن روایات میں اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے جنت کی نوید سنائی گئی ہے، وہ تمام کی تمام ضعیف، باطل اور ناقابل استدلال ہیں۔

سوال: اہل بیت کے مصداق کون ہیں؟

جواب: اہل بیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات سمیت بعض قریبی رشتہ دار بھی شامل ہیں۔

❁ قرآن کریم ازواج مطہرات سے مخاطب ہے:

﴿إِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا﴾ (الأحزاب : ٣٣)

''اہل بیت! اللہ چاہتا ہے کہ آپ سے گناہ دور کر دے اور آپ کو خوب پاک صاف کر دے۔''

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

نَزَلَتْ فِي نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً .

''یہ آیت خاص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 410/6، بتحقيق سلامة، وسندهٗ حسنٌ)

❁ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهٗ أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

’’میں اس پر مباہلے کو تیار ہوں کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کی بیویوں کے بارے میں نازل ہوئی۔‘‘(تفسیر ابن کثیر : 411/6، وسندہٗ حسنٌ)

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا نَصٌّ فِي دُخُولِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَهْلِ الْبَيْتِ هَاهُنَا؛ لِأَنَّهُنَّ سَبَبُ نُزُولِ هٰذِهِ الْآيَةِ .

’’یہ آیت نص ہے کہ ازواج رسول ﷺ اہل بیت میں شامل ہیں، کیونکہ ازواجِ مطہرات ہی اس آیت کے نزول کا سبب ہیں۔‘‘

(تفسیر ابن کثیر : 410/6، بتحقیق سلامة)

❀ نیز فرماتے ہیں:

إِنْ كَانَ الْمُرَادُ أَنَّهُنَّ كُنَّ سَبَبَ النُّزُولِ دُونَ غَيْرِهِنَّ فَصَحِيحٌ، وَإِنْ أُرِيدَ أَنَّهُنَّ الْمُرَادُ فَقَطْ دُونَ غَيْرِهِنَّ، فَفِي هٰذَا نَظَرٌ؛ فَإِنَّهُ قَدْ وَرَدَتْ أَحَادِيثُ تَدُلُّ عَلٰى أَنَّ الْمُرَادَ أَعَمُّ مِنْ ذٰلِكَ .

’’اگر یہ مراد ہو کہ ازواجِ مطہرات کے علاوہ کوئی بھی اس آیت کے نزول کا سبب نہیں، تو یہ بات درست ہے، اگر یہ مراد لیا جائے کہ اہل بیت کے مفہوم میں ازواجِ مطہرات کے علاوہ کوئی شامل نہیں، تو یہ محل نظر ہے، کئی احادیث بتاتی ہیں کہ اہل بیت کا مفہوم وسیع ہے۔‘‘

(تفسیر ابن کثیر : 411/6، بتحقیق سلامة)

آیت کا مفہوم اگر چہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیویاں اہل بیت میں شامل ہیں، لیکن صحیح احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شرف دیگر رشتہ داروں اور قرابت داروں کو بھی ملا ہے،

بل کہ اگر بیویاں اہل بیت ہیں تو رشتہ دار بالاولی اہل بیت میں شامل ہیں۔

❁ نبی کریم ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ، مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَّجُلٍ قَدْ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي، فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا .

''مسلمانو! کون اس شخص سے بدلہ لے گا، جس نے میرے اہل بیت کے حوالے سے مجھے تکلیف دی ہے؟ اللہ کی قسم! میری بیوی سراپا خیر ہے۔''

(صحيح البخاري : 4850، صحيح مسلم : 2770)

❁ حصین بن سبرہ رحمہ اللہ نے سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا:

مَنْ أَهْلُ بَيْتِهٖ يَا زَيْدُ؟ أَلَيْسَ نِسَاؤُهٗ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ؟

''زید! نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت کون ہیں؟ آپ ﷺ کی ازواج اہل بیت میں شامل نہیں؟''

❁ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

نِسَاؤُهٗ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ .

''آپ ﷺ کی ازواج اہل بیت میں شامل ہیں۔''

(صحيح مسلم : 2408)

❁ امِ سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سورت احزاب کی آیت (33) نازل ہوئی تو:

''رسول اللہ ﷺ نے سیدنا علی، سیدہ فاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو بلایا۔ فرمایا: میرے اللہ! یہ میرے گھر والے ہیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں اہل بیت میں شامل نہیں؟ فرمایا: آپ میری گھر والی ہیں اور بھلائی

والی ہیں، جب کہ یہ میرے اہل بیت ہیں۔ اللہ! میری بیوی اس کی زیادہ حق دار ہے۔''

(المستدرك على الصّحيحين للحاكم : 416/2، وسندهٗ حسنٌ)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس حدیث کو''امام بخاری رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر صحیح'' کہا ہے۔

❁ ایک روایت میں ہے :

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلَسْتُ مِنْ أَهْلِكَ؟ قَالَ : بَلٰى، فَادْخُلِي فِي الْكِسَاءِ قَالَتْ : فَدَخَلْتُ فِي الْكِسَاءِ بَعْدَ مَا قَضٰى دُعَائَهٗ لِابْنِ عَمِّهٖ عَلِيٍّ وَّابْنَيْهِ وَابْنَتِهٖ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ .

''میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا میں آپ کے اہل سے نہیں؟ فرمایا: کیوں نہیں، آپ بھی چادر میں داخل ہو جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا زاد سیدنا علی، اپنے نواسوں (سیدنا حسن وحسین) اور اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہم کے لیے دُعا کر چکے، تو میں بھی چادر میں داخل ہو گئی۔''

(مسند الإمام أحمد : 298/6، وسندهٗ حسنٌ)

ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت دو طرح کے ہیں:

از روئے قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات اہل بیت ہیں، جب کہ بزبانِ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار بھی اہل بیت ہیں۔

سوال: آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معصوم ہونے کا عقیدہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب: انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد کوئی معصوم نہیں۔ یہ اہل سنت والجماعت کا اتفاقی

واجماعی عقیدہ ہے۔ بعض لوگ اہل بیت کو معصوم کہتے ہیں، اس پر ان کے پاس کوئی دلیل نہیں، یہ غلو پر مبنی عقیدہ ہے، جو نصاریٰ سے مستعار ہے۔

❀ سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے:

الْمَعْصُومُ مِنَّا أَهْلِ الْبَيْتِ خَمْسَةٌ؛ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفَاطِمَةُ، وَحَسَنٌ وَحُسَيْنٌ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ.

''ہم اہل بیت میں پنج تن معصوم ہیں؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، (علی رضی اللہ عنہ) فاطمہ، حسن، حسین۔'' (مُعجم ابن الأعرابي: 1593)

سند جھوٹی ہے۔

① عمرو بن ابی مقدام ثابت ''ضعیف ومتروک'' ہے۔ اس کے بارے میں ادنیٰ کلمہ توثیق بھی ثابت نہیں۔

۞ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ''رافضی'' کہا ہے۔

(لِسان المیزان: 11/9)

② داود بن یحییٰ دہقان، ابوسلیمان کے متعلق ابن یونس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَيْسَ بِشَيْءٍ، أَحَادِيثُهُ مَوْضُوعَةٌ.

''یہ کچھ بھی نہیں، اس کی احادیث جھوٹی ہیں۔''

(لسان المیزان لابن حَجَر: 426/2)

③ علاء بن صالح کا طارق بن شہاب سے سماع ممکن نہیں۔

④ اسحاق بن یزید کا تعین درکار ہے!

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ جَمِيعُ سَلَفِ الْمُسْلِمِينَ وَأَئِمَّةِ الدِّينِ مِنْ جَمِيعِ الطَّوَائِفِ أَنَّهٗ لَيْسَ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ مَّعْصُومٌ وَلَا مَحْفُوظٌ مِنَ الذُّنُوبِ وَلَا مِنَ الْخَطَايَا .

''تمام اسلاف امت اور تمام گروہوں کے ائمہ دین کا اجماع ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی بھی گناہوں اور غلطیوں سے معصوم و محفوظ نہیں ہے۔''

(جامع الرّسائل :266/1)

❁ علامہ شوکانی رحمہ اللہ (۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

اِعْلَمْ أَنَّ أَوْلِيَاءَ اللّٰهِ غَيْرَ الْأَنْبِيَاءِ لَيْسُوا بِمَعْصُومِينَ؛ بَلْ يَجُوزُ عَلَيْهِمْ مَا يَجُوزُ عَلٰى سَائِرِ عِبَادِ اللّٰهِ الْمُؤْمِنِينَ .

''جان لیجئے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ تمام اولیاء اللہ معصوم نہیں ہیں، بلکہ دوسرے مومن بندوں کی طرح ان سے بھی خطا سرزد ہو سکتی ہے۔''

(قَطْر الوَليّ، ص 248)

سوال: اذان وغیرہ کے لیے لاؤڈ اسپیکر کا استعمال کرنا کیسا ہے؟

جواب: اس کا استعمال جائز ہے، لاؤڈ اسپیکر جدید سہولت ہے، جو چیزیں مقاصد (اعتقادات وعبادات) میں داخل نہ ہوں، بلکہ مبادی سے تعلق رکھتی ہوں اور ان کے متعلق شرعی ممانعت بھی وارد نہ ہو، تو کسی مصلحت کے لئے انہیں مقرر کرنا جائز ہے، مثلاً: ہجری سال مقرر کرنا، مسجد میں سپیکر لگوانا، تبلیغ دین کے لئے دینی محافل ومجالس کا انعقاد کرنا اور کتابوں کی اشاعت کرنا وغیرہ۔

❁ عہد نبوی میں مکبر کے ذریعے آواز دور تک پہنچائی جاتی تھی۔

(صحیح مسلم : 413)

اب وہ آواز لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے دور تک پہنچائی جاتی ہے۔ جس طرح اذان منارہ پر ہوتی تھی۔ (سنن ابی داود: ۵۱۹، وغیرہ، وسندہ حسن) اب لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے ہوتی ہے۔ اس میں آسانی ہے، اسے اختیار کرنا چاہیے، تمام علما اس سہولت کو استعمال کرنے کو جائز سمجھتے ہیں۔

سوال: باجماعت نماز میں آمین کون کہے گا؟

جواب: باجماعت نماز میں امام بھی آمین کہے گا اور مقتدی بھی آمین کہیں گے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ، فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مَنْ ذَنْبِهِ .

''امام آمین کہے، تو آپ بھی آمین کہیں۔ جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہوگئی، اس کے سابقہ تمام (صغیرہ) گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔''

(صحيح البخاري : ۷۸۰، صحيح مسلم : ۴۱۰)

❁ صحیح مسلم (۴۱۰، ۷۶۱) کی روایت ہے:

إِذَا قَالَ الْقَارِي : ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ (الفاتحة:۷) فَقَالَ مَنْ خَلْفَهُ : آمِينَ، فَوَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ أَهْلِ السَّمَاءِ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ کہے، مقتدی بھی آمین کہیں اور اس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہوگئی، اس کے سابقہ تمام گناہ

معاف کردیئے جائیں گے۔''

❀ نعیم بن عبداللہ مجمر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَرَأَ : ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ (الفاتحة : ١)، ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ (الفاتحة : ٧) فَقَالَ : آمِينَ، فَقَالَ النَّاسُ : آمِينَ وَيَقُولُ : كُلَّمَا سَجَدَ، اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا قَامَ مِنَ الْجُلُوسِ فِي الِاثْنَتَيْنِ قَالَ : اللّٰهُ أَكْبَرُ، وَإِذَا سَلَّمَ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلَاةً بِرَسُولِ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

''میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی، آپ نے ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ﴾ پڑھی، پھر سورۃ فاتحہ پڑھی۔ جب ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کہا، تو انہوں نے آمین کہی۔ مقتدیوں نے بھی آمین کہی۔ سجدہ کرتے وقت اللہ اکبر کہا۔ دوسری رکعت سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہا۔ سلام پھیرنے کے بعد فرمایا: میری نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے آپ سب سے زیادہ مشابہ ہے۔''

(أحمد : ٤٩٧/٢، سنن النسائي : ٩٠٥، السنن الكبرٰى للبيهقي : ٨٥/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۴۹۹) امام ابن الجارود رحمہ اللہ (امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۷۹۸) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❀ اسحاق کوسج رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا؟

''کیا آمین اونچی کہی جائے گی؟ فرمایا: جی ہاں، اللہ کی قسم امام ومقتدی آمین

اونچی کہیں گے۔امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ بھی کہی کہتے تھے۔آپ فرماتے ہیں : اونچی آمین نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔آمین فرشتوں کی آمین سے موافقت کر جائے ، یہ امام پر زیادہ لازم ہوتی ہے، اس لیے اسے چاہیے کہ اتنی اونچی کہے کہ کم ازکم قریب والے سن لیں، اگر صف کے آخر تک سنا دے،تو کیا بات ہے!حتی کہ مردوں کے پیچھے کھڑی عورتوں کو بھی سنا دے۔لوگ چھوڑ بھی دیں کوئی امام یا مقتدی اس سنت کو نہ چھوڑے۔شرم محسوس کر کے یا کسی خوف سے یا کسی مجبوری کے ڈر سے بھی نہ چھوڑے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ حق سے نہیں شرماتے۔''

(مسائل الإمام أحمد بن حنبل و إسحاق بن راهويه برواية الكوسج : ١٣٨/١)

سوال: آمین جہری کہی جائے گی یا آہستہ؟

جواب: جب قرأت جہری ہو،آمین بھی جہری کہی جائے گی اور جب قرأت سری ہو،تو آمین بھی آہستہ کہی جائے گی۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ، فَأَمِّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَّافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مَنْ ذَنْبِهِ .

''امام آمین کہے،تو آپ بھی آمین کہیں۔جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہوگئی،اس کے سابقہ تمام (صغیرہ) گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

(صحيح البخاري : ٧٨٠، صحيح مسلم : ٤١٠)

❁ صحیح مسلم (۴۱۰،۷۶۱) کی روایت ہے:

''جب امام ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّينَ﴾ کہے، مقتدی بھی آمین کہیں اور اس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہوگئی، اس کے سابقہ تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔''

۞ امام شافعی رحمہ اللہ (۲۰۴ھ) سے پوچھا گیا کہ کیا امام سورۃ فاتحہ کے بعد باآواز بلند آمین کہے گا، تو آپ نے جواب میں فرمایا:

نَعَمْ، وَيَرْفَعُ بِهَا مَنْ خَلْفَهُ أَصْوَاتَهُمْ .

''جی ہاں! اور مقتدی بھی آواز بلند کریں گے۔''

پوچھا گیا دلیل کیا ہے؟، تو یہی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پیش کی اور فرمایا:

فِي قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا دَلَالَةٌ عَلٰى أَنَّهُ أَمَرَ الْإِمَامَ أَنْ يَّجْهَرَ بِآمِينَ؛ لِأَنَّ مَنْ خَلْفَهُ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ تَأْمِينِهِ إِلَّا بِأَنْ يَّسْمَعَ تَأْمِينَهُ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان 'جب امام آمین کہے، تو آپ بھی آمین کہیں' وضاحت کرتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امام کو باآواز بلند آمین کا حکم دیا ہے، کیوں کہ مقتدی جب تک امام کی آمین سن نہ لے، اس کی آمین کا وقت نہیں جان سکتا۔''

(الأم للشافعي : ١/١٠٩، الخلافيات للبيهقي : ٢/٦٧، ٦٨، مختصرا)

۞ امام الائمہ، ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۲۲۳-۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان 'امام آمین کہے، تو آپ آمین کہیں۔' صراحت سے ثابت کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتدی کو باآواز بلند آمین کہنے کا حکم دیا ہے،

یقیناً نبی کریم ﷺ مقتدی کو امام کی آمین ساتھ آمین کا حکم صرف اس صورت میں دے سکتے ہیں، جب اسے معلوم ہو کہ اب امام نے آمین کہی ہے۔ اگر امام آہستہ امام کہے، تو مقتدی کو کیسے معلوم ہو گا کہ امام نے آمین کہہ دی ہے، یا نہیں کہی، آپ کسی سے کہیں کہ فلاں آدمی جب فلاں بات کہے، تو آپ بھی وہی بات کہہ دیجئے گا مگر آپ کو اس کی بات سنائی نہیں دے گی، تو محال ہے کہ سنے بغیر وہی بات کہہ دے۔ اسے کیا معلوم کہ اس نے کس وقت کیا کہا ہے، جب کہ وہ سن ہی نہیں رہا۔ تو نبی کریم ﷺ مقتدی کو حکم دیں کہ امام کی آمین ساتھ آمین کہو اور مقتدی امام کی آمین سن بھی نہ رہا ہو؟ ایک عالم تو کم از کم اس وہیے کو نہیں سمجھ پائے گا۔''

(صحیح ابن خزیمة تحت الحدیث : ٥٧٠)

❁ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

لَوْلَا جَهْرُهُ بِالتَّأْمِينِ لَمَا أَمْكَنَ الْمَأْمُومُ أَنْ يُؤَمِّنَ مَعَهُ وَيُوَافِقَهُ فِي التَّأْمِينِ.

''اگر آمین بلند آواز سے نہ ہو تو ایک مقتدی کے لئے ممکن ہی نہیں کہ امام کے ساتھ آمین کہے اور اس کی آمین امام کی آمین سے موافق ہو جائے۔''

(اعلام الموقعین : ٣٩٦/٢)

❁ علامہ سندھی حنفی (۱۱۳۸ھ) لکھتے ہیں:

''مصنف کتاب اس حدیث سے آمین بالجہر کا استدلال کر رہے ہیں، کیوں کہ اگر آمین آہستہ آواز سے ہو تو مقتدی امام کی آمین بارے جان ہی نہ پائے، تو

ایسی صورت میں مقتدی کو امام کے ساتھ آمین کہنے کا حکم مستحسن نہیں رہتا، یہ انتہائی دقیق استدلال ان احادیث کو راجح قرار دیتا ہے، جن میں آمین بالجہر کی صراحت موجود ہے۔''

(حاشية السنّدي على سنن ابن ماجه : ۱/۲۸۰)

مذکورہ حدیث پر متعدد اہل علم نے اونچی آمین کے ابواب قائم کیے ہیں۔

❀ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ : ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾(الفاتحة : ۷)، فَقَالَ : آمِينَ، وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ .

''میں نے نبی کریم ﷺ کو سنا، آپ نے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ کے بعد باآواز بلند آمین کہا۔''

(سنن الترمذي : ۲٤۸، سنن الدارقطني : ۱/۳۳٤، ۱۲٦۹، شرح السنة للبغوي : ۵۸٦، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی (۲۴۸) اور حافظ بغوی (۵۸٦) نے ''حسن''امام دارقطنی رحمہ اللہ (۱۲٦۷) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ (اعلام الموقعین :۲/۳۹٦) اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (تغلیق التعلیق :۱/۲۳٦) نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

سوال: کیا نبی کریم ﷺ سے جہری نمازوں میں آہستہ آمین کہنا ثابت ہے؟

جواب: نبی کریم ﷺ سے جہری نمازوں میں آہستہ آمین کہنا ثابت نہیں، اس بارے میں جتنی روایات پیش کی جاتی ہیں، سب میں ضعف ہے۔

۞ علامہ عبدالحیٔ لکھنوی، حنفی (۱۳۰۴ھ) نے کیا خوب لکھا ہے:

''کہتا ہوں: ہم نے بھی آپ کی طرح کئی برس اسی دشت کی سیاحی کی۔ اس کے گوشے گوشے سے واقف ہو گئے۔ انتہائی دقت نظری اور غور وفکر کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ آمین بالجہر کہنا ہی صحیح ہے، کیوں کہ یہ اولا دعدنان کے سردار ﷺ کی احادیث سے مطابق ہے۔ نبی کریم ﷺ سے منقول آمین بالسر کی روایات ضعیف ہیں، جو صحیح روایات کی ہم پلہ نہیں۔ اگر یہ صحیح ہوں، تب بھی ان کا مطلب یہ ہوگا آواز بہت شدید نہ ہو، بل کہ قدرے آہستہ ہو۔ ابن ہمام رحمہ اللہ بھی یہی معنی بیان کرنا چاہتے ہیں۔ آمین بالجہر کی روایات کا یہ معنی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ آمین بالجہر بعض اوقات کہی گئی یا تعلیم کے لئے کہی گئی، کیوں کہ اس پر کوئی دلیل نہیں اور آمین بالجہر کو ابتدائے اسلام کا معاملہ قرار دینا انتہائی کم زور بات ہے، کیوں کہ امام حاکم رحمہ اللہ نے سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت صحیح قرار دی ہے اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں صراحت کی ہے کہ وائل بن حجر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی آخری زندگی میں ایمان لائے ہیں، باقی رہے ابراہیم نخعی رحمہ اللہ وغیرہ کے آثار، تو ان کی صحیح مرفوع احادیث کے مقابلے میں کوئی حیثیت نہیں۔''

(السّعاية في كشف ما في شرح الوقاية : ١٧٦/٢)

۞ نیز فرماتے ہیں:

اَلْاِنْصَافُ أَنَّ الْجَهْرَ قَوِيٌّ مِّنْ حَيْثُ الدَّلِيلِ .

''انصاف یہ ہے کہ آمین بالجہر کے دلائل قوی ہیں۔''

(التعليق المُمَجّد علٰي موطّأ الإم مالك، ص : ۱۰۵)

سوال: کیا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اونچی آمین کہنا ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ابو رافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مروان کے مؤذن تھے۔ انہوں نے مروان سے طے کر رکھا تھا کہ جب تک میں صف میں داخل نہ ہو جاؤں، آپ ''ولا الضالین'' نہیں کہیں گے، تو جب مروان ''ولا الضالین'' کہتا، سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بآواز بلند آمین کہتے اور فرماتے: اہل زمین کی اہل آسمان سے آمین میں موافقت ہو گئی، تو زمین والوں کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔''

(السّنن الكبرى للبيهقي : ۸۵/۲، وسندهٗ صحيحٌ)

سوال: سونے چاندی کے برتنوں کے متعلق کیا حکم ہے؟

جواب: سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا حرام ہے۔ یہ حرمت مردوں، عورتوں، بچوں، بڑوں، امیروں اور غریبوں سب کے لیے ہے۔

❀ عبداللہ بن عکیم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے پانی مانگا، تو دہقان (گاؤں کا چوہدری) چاندی کے برتن میں پانی لے آیا، آپ نے اسے گرا دیا، پھر اس پر ان لوگوں سے معذرت کرتے ہوئے فرمایا: مجھے اس سے منع کر دیا گیا تھا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

لَا تَشْرَبُوا فِي إِنَاءِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ، وَلَا تَلْبَسُوا الدِّيبَاجَ وَلَا

الْحَرِيرَ فَإِنَّهَا لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَنَا فِي الْآخِرَةِ .

''سونے اور چاندی کے برتنوں میں نہ پیو اور نہ ہی دیباج وحریر (ریشم) کے کپڑے پہنو، کیوں کہ دنیا میں یہ ان (کافروں) کے لیے ہیں اور ہمارے لیے آخرت میں ہیں۔''

(صحيح البخاري : 5837 ، صحيح مسلم : 2067)

❁ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الَّذِي يَشْرَبُ فِي إِنَاءِ الْفِضَّةِ إِنَّمَا يُجَرْجِرُ فِي بَطْنِهِ نَارَ جَهَنَّمَ .

''چاندی کے برتن میں پینے والا درحقیقت اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ ڈال رہا ہے۔''

(صحيح البخاري : 5634 ، صحيح مسلم : 2065)

سوال: سونے چاندی کے چمچ سے کھانا کیسا ہے؟

جواب: سونے اور چاندی کا کوئی برتن بھی جائز نہیں، خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔

سوال: کتے کے جھوٹے برتن کا کیا کیا جائے؟

جواب: اسے سات بار پانی سے اور ایک بار مٹی سے مانج کر دھولیا جائے، وہ پاک ہو جائے گا، نیز اگر برتن میں کوئی چیز ہو، تو اسے انڈیل دیا جائے، وہ ناپاک ہو چکی ہے۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعًا .

''جب کتا کسی کے برتن سے پی جائے، تو اس برتن کو سات دفعہ دھوئیں۔''

(صحيح البخاري : 172 ، صحيح مسلم : 279)

❁ صحیح مسلم میں یہ الفاظ بھی ہیں:

أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ .

''پہلی مرتبہ مٹی سے دھویا جائے۔''

(سوال): کیا بعض برتنوں کے استعمال سے منع کیا گیا تھا؟

(جواب): شروعِ اسلام میں چار قسم کے برتنوں سے منع کیا گیا تھا، بعد میں یہ حرمت منسوخ ہوگئی۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

نَهٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّنْبَذَ فِي الْمُقَيَّرِ وَالْمُزَفَّتِ وَالدُّبَّاءِ وَالْحَنْتَمَةِ وَالنَّقِيرِ، قَالَ: وَكُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ .

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقیر (تارکول لگا ہوا برتن) مزفت (روغنی برتن) دبا (کدو سے بنا ہوا برتن) حنتمہ (پرانا سبز مٹکا) اور نقیر (لکڑی کا برتن) میں نبیذ بنانے سے منع فرمایا ہے، نیز فرمایا: ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔''

(سنن النّسائي : 5592، سنن ابن ماجه : 3401، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ (۱۸۶۴) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۵۴۰۸) اور امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۸۵۸) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میں نے آپ کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، سو اب ان کی زیارت کیا کریں، کیوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اپنی ماں کی (قبر کی) زیارت کی اجازت دے دی گئی ہے، یہ آخرت یاد دلاتی ہے، میں نے آپ کو تین دن سے زائد قربانی کا گوشت رکھنے سے منع کیا تھا، میرا مقصد یہ تھا کہ مالدار لوگ ان لوگوں کے لیے

فراخی پیدا کریں، جن کے پاس (قربانی کی) گنجائش نہیں ہے، اب آپ
کھائیں بھی اور جمع بھی کر سکتے ہیں اور میں نے آپ کو کچھ برتنوں (کے
استعمال) سے روکا تھا، برتن کسی چیز کو حلال یا حرام نہیں کرتا، ہر نشہ آور چیز حرام ہے۔“

(صحیح مسلم : 106/977)

سوال: اگر برتن کے ناپاک ہونے کا شک ہو، تو کیا حکم ہے؟

جواب: جب تک برتن کے ناپاک ہونے کا ظن غالب نہ ہو، وہ پاک ہی متصور ہوگا، شک پر شرعی احکام کی بنیاد نہیں ڈالی جاسکتی۔ البتہ شبہ کو زائل کرنے کے لیے برتن کو دھولیا جائے۔

سوال: اگر پانی ناپاک ہو، پاک پانی میسر نہ ہو، تو کیا ناپاک پانی سے وضو کر سکتا ہے یا تیمّم کرے گا؟

جواب: وضو کے لیے پانی کا پاک ہونا شرط ہے، ناپاک پانی سے وضو نہیں، لہٰذا جسے پاک پانی نہ ملے، وہ تیمّم کرے گا، کیونکہ ناپاک پانی نہ طاہر ہے اور نہ مطہر۔

سوال: کیا چینی کے برتن استعمال کیے جا سکتے ہیں؟

جواب: چینی وغیرہ کے برتن استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ صرف سونے اور چاندی کی دھاتوں سے بنے برتن ممنوع ہیں۔

سوال: کیا عیسائی کا جھوٹا پاک ہے؟

جواب: عیسائی کا جھوٹا پاک ہے۔